بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حقوقِ وَالدین وحقوقِ اَولاد

## مع حقوقِ اُستاذ وحقوقِ مسلم


-: از اِفادات :-

مجد دِدین وملت اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ العزیز

-: ترتیب وتلخیص وتخریج:-

علامہ مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری



-: ناشر:-

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ۔276404

https://alislami.net

# تفصیلات


نام کتاب : حقوقِ والدین وحقوقِ اولاد

اِفادات : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ (م۱۳۴۰ھ)

ترتیب وتخریج : مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری

صفحات : ۶۴ (چونسٹھ)

تاریخ اشاعت : ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ ..... ۲۰۲۱ء

قیمت : ۶۰/روپے

ناشر : المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ


https://alislami.net

# فہرست مضامین

| | | |
|---|---|---|
| پیش لفظ | | 04 |
| حقوقِ والدین (اضافی مضمون) | مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری | 06 |
| ماں باپ میں کس کا حق زیادہ ہے؟ | اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز | 16 |
| حقوقِ والدین بعدِ انتقال | | 19 |
| ماں باپ کی نافرمانی کا وبال | | 27 |
| والدین کے ساتھ حسن سلوک جہاد وہجرت سے افضل | | 32 |
| ماں باپ اور بڑے بھائی کی فرماں برداری کا حکم | | 36 |
| سوتیلی ماں کا بھی حق ہے | | 37 |
| حقوقِ استاذ | | 39 |
| حقوقِ مسلم | | 45 |
| مشعلۃ الارشاد اِلی حقوق الاولاد (حقوقِ اولاد) | | 55 |

ماخوذ اَز: فتاویٰ رضویہ، وشرح الحقوق، وصیقل الزین، مشعلۃ الارشاد۔

تلخیص وترجمہ وترتیب اَز: علامہ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری

# پیش لفظ

از: خیر الاذکیاء، محقق اہل سنت، علامہ مولانا **محمد اَحمد مصباحی** بھیروی - مدظلہ العالی -

[سابق صدر المدرسین، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے اکثر افادات خالص علمی و تحقیقی ہیں ان کے بہت سے اصلاحی مضامین میں بھی علمی رنگ نمایاں ہے۔ فارسی عبارت کا تو وہ ترجمہ کرتے ہی نہ تھے کیونکہ اسے اردو کا درجہ دیتے، اس لیے کہ ان کے دور میں فارسی زیادہ رائج تھی۔ کوئی صاحب علم گھرانا فارسی سے بمشکل ہی خالی ہوتا۔

اب دور بدلا، ہندستان میں فارسی وعربی کی جگہ ہندی وانگریزی نے لے لی، مذاق بھی علمی کے بجائے سطحی ہوگیا، علمی و تحقیقی کتابیں تو کجا عموماً لوگ تاریخی وادبی کتابیں بھی نہیں پڑھتے، افسانوں اور ناولوں کی تقریباً ہر گھر میں حکومت نظر آتی ہے۔

جو لوگ اصلاحی وعلمی اور تحقیقی کتابیں پڑھتے ہیں، ان کا بھی علمی مذاق کوئی زیادہ بلند نہیں ہوتا، آخر وہ بھی تو اسی ماحول میں رہتے ہیں۔ ماحول ہی کی حیرت انگیز تاثیر کا نتیجہ ہے کہ بیشتر علما میں بھی وہ مذاقِ علم و تحقیق نہیں ملتا جو اُن کا حق ہے، عوام تو خیر عوام ہی ہیں!۔

ان حالات کے پیش نظر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے افادات عام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں مذاقِ عوام کے مطابق سہل اور آسان بنا کر پیش کیا جائے۔

https://alislami.net

برادر محترم مولانا محمد عبد المبین صاحب نعمانی اس خصوص میں بھی پیش پیش نظر آتے ہیں۔ انہوں نے حقوق والدین کی جدید ترتیب پیش کی ہے۔ جو رسالۂ مبارکہ شَـرۡحُ الۡـحُـقُـوۡقِ لِـطَـرۡحِ الۡـعُـقُـوۡقِ (۱۳۰۷ھ) وغیرہ کی تسہیل وتخریج ہے۔ محبِّ محترم کی شائع کردہ ترتیب 'ارشادات اعلیٰ حضرت' بھی یہی نوعیت رکھتی ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی 'حقوق اولاد' ہے جس کا اصل نام 'مَشعلة الارشاد الیٰ حقوقِ الاولاد' (۱۳۱۰ھ) ہے۔ اس میں انہوں نے اگرچہ کوئی توضیع وتسہیل نہیں کی ہے؛ مگر پیرا گراف کی تبدیلی اور نئے طریقے سے شمارۂ حقوق لگا کر اور عام فہم نام رکھ کر پوری کتاب نئی بنادی ہے۔ مزید برآں حاشیے میں بعض مشکل الفاظ کے معانی بھی لکھ دیے ہیں۔

قدیم مطبوعہ 'مشعلۃ الارشاد' سے اگر 'ترتیب نعمانی' کا مقابلہ کیا جائے تو افادیت ومقبولیت میں نمایاں فرق محسوس ہوگا۔ یہ کتاب کئی ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر المجمع الاسلامی کے زیر اہتمام مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ امید ہے کہ دوسرے حضرات بھی اس 'طرزِ حسن' کو اختیار فرما کر افادۂ عوام میں نمایاں مقام حاصل کریں گے۔

وهو الموفق وخير معين

محمد احمد مصباحی
(سابق) صدر المدرسین مدرسہ عربیہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، اعظم گڑھ
رکن المجمع الاسلامی، مبارکپور، اعظم گڑھ

دوشنبہ ۲۳-۴-۱۹۷۹ء مطابق ۲۵-۵-۱۳۹۹ھ

(ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ)

https://alislami.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حقوق والدین

## آیات

**آیت:** (1) خداوند قدوس اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے :

**وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْکِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا o وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا o** (پارہ ۱۵ .سورۃ بنی اسرائیل .آیات: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں

(ضعف کا غلبہ ہو، اعضا میں قوت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخری عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں)

تو ان سے ہوں نہ کہنا

(یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت میں کچھ گرانی ہے)

اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا

(اور حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا)

اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے

(یعنی بہ نرمی و تواضع پیش آ، اور ان کے ساتھ تھکے وقت میں شفقت و محبت کا برتاو کر

کہ انھوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انھیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر)

اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں مجھے چھوٹے پن میں پالا

(مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے ،لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا اس لیے بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ الٰہی میں ان پر فضل ورحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ اے میرے رب! میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہوسکتیں تو ان پر کرم فرما کر کہ ان کے احسان کا بدلا ہو)۔

## فوائد

(۱) ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے، یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو نام لے کر ان کا ذکر جائز ہے۔

(۲) ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام وخادم آقا سے کرتے ہیں۔

(۳) آیت (رَبِّ ارْحَمْهُمَا الخ) سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے۔مُردوں کے ایصال ثواب میں بھی ان کے لیے دعاے رحمت ہوتی ہے لہٰذا اس کے لیے یہ آیت اصل ہے۔

(۴) والدین کافر ہوں تو ان کے لیے ہدایت وایمان کی دعا کرے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔(کنزالایمان وتفسیر خزائن العرفان)

آیت: (2) ایک دوسری جگہ بنی اسرائیل سے اپنے عہد کو یاد دلاتے ہوئے خداے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۝ (البقرہ ،آیت۸۳، پارہ ۱)

اور جب نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

اس آیت اوراس کے پہلے والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت اللہ کی عبادت کے بعد بڑی اہم نیکی ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انھیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انھیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔

## مسائل

(۱) اگر والدین اپنی خدمت کے لیے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔

(۲) واجباتِ دین والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جا سکتے۔

(۳) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہ کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو بہ نرمی اصلاح وتقویٰ اور عقیدۂ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے۔ (خزائن العرفان، ص:۲۱۔مجلس برکات)

### ☆ والدین کے ساتھ احسان کے بعض طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں

(۱) تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے۔

(۲) رفتار و گفتار، نشست و برخواست میں ادب لازم جانے۔

(۳) ان کی شان میں تعظیم کے الفاظ کہے۔

(۴) ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے۔

(۵) اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے۔

(۶) ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے۔

https://alislami.net

(۷) ان کے لیے فاتحہ، صدقات، تلاوتِ قرآن سے ایصال ثواب کرے۔

(۸) اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے۔

(۹) ہفتہ واران کی قبر کی زیارت کرے۔ (تفسیر فتح العزیز، خزائن العرفان)

(۱۰) والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ اس کو دھیان میں رکھے۔

(۱۱) والدین کا فرماں بردار جہنمی نہ ہوگا، اور ان کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتارِ عذاب ہوگا۔ (خزائن العرفان، ص: ۴۵۵)

**آیت: (3)** ایک اور جگہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اس طرح تاکید اور حکم فرمایا ہے :

**وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ○** (پارہ : ۲۱ سورہ لقمان آیت: ۱۵)

اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔

یعنی ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ، ان کے ساتھ احسان کر، اور ان کی رضا کے لیے مشقت برداشت کر۔

**آیت: (4)** ایک اور جگہ خصوصاً والدہ کی تکالیف کو یاد دلا کر احسان کا حکم فرمایا ہے :

**وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ، حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ○** (پارہ/۲۶ سورہ احقاف آیت : ۱۵)

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ صرف جائز حدود تک ہونا چاہیے ایسا نہیں کہ ان کی دلداری کے لیے کوئی غلط اور غیر شرعی اوا قدام بھی روا سمجھ لیا جائے ، اس سلسلے میں قرآن کی واضح ہدایت موجود ہے، ارشاد باری ہے :

**آیت: (5)** **وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا، وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ**

بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلاَ تُطِعْھُمَا o (پارہ ۲۰، سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت: ۸)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سابقین اوّلین صحابہ میں سے تھے۔اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے، جب اسلام لائے تو آپ کی والدہ حمنہ بنت ابوسفیان نے کہا تو نے یہ کیا نیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں نہ پیوں یہاں تک کے مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لیے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے، پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا، نہ سایے میں بیٹھی، اس سے ضعیف ہوگئی پھر ایک دن رات اور اسی طرح رہی، تب حضرت اسعد اس کے پاس آئے اور فرمایا اے ماں! اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین اسلام چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا چاہے مت کھا۔

جب وہ حضرت اسعد کی طرف سے مایوس ہوگئی تو کھانے پینے لگی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پاک نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔اگر وہ کفر وشرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے کیونکہ ایسی اطاعت کسی مخلوق کی جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو۔
(خزائن العرفان)

## احادیث

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی نگہداشت سے متعلق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

**حدیث:(۱)** عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال رَغِمَ اَنفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَّارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَالْکِبَرِاَحَدَ ھُمَا اَوْکِلیھما ثُمَّ لَمْ

يَدْخُلِ الْجَنَّةَ ۔(مسلم شریف ثانی، کتاب البر والصلۃ، صفحہ ۳۱۴،مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۸.اصح المطابع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا، خاک آلود ہواس کی ناک، پھر خاک آلود ہواس کی ناک، پھر خاک آلود ہو اس کی ناک، عرض کی گئی کسی کی؟ یارسول اللہ! فرمایا اس کی جس نے بوڑھے ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک کو پایا پھر جنتی نہ ہوا۔

یعنی ان کی خدمت نہ کی ، نہ کسی اور طرح ان کی خوشنودی حاصل کی جس کے سبب وہ جنت کا مستحق ہوتا، اس وعید شدید سے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے سبق حاصل کریں، اپنا انجام بد معلوم کرلیں، اور اس بری خصلت سے جلد توبہ کریں۔

**حدیث:**(۲) وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ الْجَنَّةَ يُوْجَدُ رِيْحُهَا مِنْ مَّسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَّاَلَا يَجِدُ عَاقٌّ وَّقَاطِعُ رَحِمٍ وَلَاشَيْخٌ زَانٍ وَّلَا جَارٌّ اِزَارَهٗ خُيَلَاءَ اِنَّ الْكِبْرِيَاءَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . (تفسیر مدارک جلد ۲ صفحہ ۳۱۲. احیاء الکتب مصر)

حضور محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، والدین کی نافرمانی سے بچو اس لیے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور والدین کا نافرمان اس کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا، اور اسی طرح، رشتہ توڑنے والا، بوڑھا زانی، اور تکبر سے اپنا ازار (تہبند) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا بھی جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔اس کے بعد حضور نے فرمایا بلاشبہہ کبریائی تو صرف رب العالمین ہی کو لائق ہے۔

**حدیث:**(۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالُوْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَاالرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَشْتِمُ اُمَّهٗ فَيَشْتِمُ اُمَّهٗ ۔ (بخاری، مسلم،ترمذی ۲ صفحہ ۱۲)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہوں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں جب کہ وہ کسی شخص کے ماں باپ کو گالی دے اور جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

**حدیث:(۴)** **عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ،لَاشَکَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُالْمُسَافِرِوَدَعْوَةُالْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ۔** (ترمذی: ۲/۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں ایسی ہیں جن کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا اور باپ کی اپنے بیٹے پر بددعا۔

لہٰذا اولاد کو چاہیے کہ ہمیشہ ایسی حرکت سے پرہیز کرے جس کے سبب والدین کو ان کے حق میں بددعا کرنی پڑے اور والدین کو بھی حتی الامکان ان پر بددعا کرنے سے بچنا چاہیے ورنہ مقبول ہونے پو خود ہی پچتانا پڑے گا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

**حدیث(۵)** **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ یَّنْظُرُ وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ نَظْرَةٍحَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِّاَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ!اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ۔** (رواه البیهقی فی شعب الایمان ، مشکوٰة صفحه ۴۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی اطاعت شعار فرزند اپنے والدین کو ایک بار نگاہ مہر و رحم سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک مقبول حج لکھے گا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! خواہ ہر دن سو بار دیکھے؟ فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور بہت طیب ہے۔

https://alislami.net

**حدیث(۶)** عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ ۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہوں میں سے

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۳) کسی جان کو بلاوجہ شرعی قتل کرنا۔

(۴) جھوٹی قسم کھانا ہے۔ (مشکوٰۃ: ۱۷، بحوالہ بخاری)

**حدیث(۷)** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ قَتَلَ نَبِیًّا اَوْقَتَلَہٗ نَبِیٌّ اَوْقَتَلَ اَحَدَ وَالِدَیْہِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ یَنْتَفِعْ بِعِلْمِہٖ ۔ (اخرجہ البیھقی کذافی الدرالمنثور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب والا وہ ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کردیا، یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا ہو، یا جس نے اپنے والدین میں کسی ایک کو قتل کیا ہو، اور تصویر کھینچنے والوں کو اور اس عالم کو بھی سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع نہ حاصل کیا [یعنی عمل نہ کیا]۔ (تفسیر درمنثور: ۱۷۴/۴)

**حدیث(۸)** عَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ نِ الْعُقَیْلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبِیْ شَیْخٌ کَبِیْرٌ لَایَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَۃَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ۔ (رواہ الترمذی وابو داود والنسائی وکذا فی المشکوٰۃ)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اورعرض کیا یارسول اللہ! یقیناً میرے والد بہت بوڑھے ہیں جو حج وعمرہ اور سفر کی طاقت وقوت نہیں رکھتے ۔ارشادفرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔ (مشکوٰۃ:۲۲۲)

**حدیث(۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اَصَبْتُ ذَنْبًاعَظِیْمًافَھَلْ لِّیْ مِنْ تَوْبَۃٍ قَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَاقَالَ وَھَلْ لَکَ مِنْ خَالَۃٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَرَّھَا۔** (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اوراس نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیاہے۔کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضور نے فرمایا تیری ماں ہے؟ عرض کیا نہیں پھر فرمایا کیا تیری کوئی خالہ ہے عرض کی ہاں، فرمایا تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔
(مشکوٰۃ ص:۴۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ماں یا خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے بہت گناہ معاف ہوجاتے ہیں اوراس کی وجہ سے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔

**حدیث(۱۰) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَابَرَّ اَبَاہُ مَنْ حَدَّ اِلَیْہِ الطَّرْفَ۔** (رواہ البیھقی فی شعب الإیمان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اس شخص نے اپنے والد کے ساتھ اچھابرتاؤنہیں کیا،جس نے اپنے والدکوتیزنظر سے دیکھا،یعنی نگاہ سے ناراضگی کا اظہار کیا۔(تفسیر درمنثور:۴/۱۷۱)

**حدیث(۱۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی**

اللّٰـہ تَـعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَمُدَّ اللّٰہُ فِی عُمُرِہٖ وَیَزِیْدَ فِی رِزْقِہٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْہِ وَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ۔ (رواہ البیہقی، کذا فی الدر المنثور)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو چاہے کے خدائے تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے اور اس کا رزق بڑھائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اپنے رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھے۔ (درمنثور: ۱۷۳/۴)

**حدیث (۱۲)** عَــــنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـہِ صَـلَّـی اللّٰـہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفُّ نِسَائُکُمْ وَبَـرُّوْا اٰبَـائَکُمْ تَبَرُّکُمْ اَبْنَائُکُمْ وَمَنْ اَتَاہُ اَخُوْہُ مُتَنَصِّلاً فَلْیَقْبَلْ ذٰلِکَ مِنْہُ مُحِقًّا کَانَ اَوْ مُبْطِلاً فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ لَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ.... اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَصَحَّحَہٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاک دامن ہو جاؤ، ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے باپوں کے ساتھ حسن سلوک کرو ایسا کرنے سے تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت چاہتا آئے تو اس کی معذرت قبول کر لینی چاہیے وہ حق پر ہو خواہ ناحق پر ہو اگر کسی نے ایسا نہ کیا (یعنی معذرت نہ قبول کی) تو وہ میرے حوض کوثر پر نہ آئے یعنی اس کو میرے حوض کوثر سے سیراب ہونے کا حق نہیں۔ (مستدرک حاکم: ۱۵۴/۴)

**محمد عبد المبین نعمانی قادری**

خادم، دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، اعظم گڑھ۔

یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

https://alislami.net

# اِفادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی قدس سرہٗ العزیز

## ﴿ماں باپ میں کس کا حق زیادہ ہے﴾

### اولاد پر باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم (یعنی بڑھ کر)

**قال اللّٰہ تعالیٰ:** (اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:)

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ، حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۝ (پارہ/۲۶ سورہ احقاف آیت : ۱۵)

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ سے ساتھ نیک برتاو کی ، اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے اور اسے جنا تکلیف سے ، اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چُھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گِنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد واعظم ہو گیا شمار فرمایا۔

اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد کرتا ہے :

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ۝ (پارہ: ۲۱ ،سورہ ٔلقمان: ۳۱، آیت : ۱۴)

تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں ، پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے سختی پر سختی اٹھا کر اور اسکا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے

https://alislami.net

ماں باپ کا۔

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی انتہا نہ رکھی کہ انھیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا، فرماتا ہے 'شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا' یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق (خدمت) باپ کے حق سے زائد ہے۔

## احادیث

(۱) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

اَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الْمَرْأَةِ قَالَ زَوْجُھَا قُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الرَّجُلِ قَالَ اُمُّه . (رواه البزار بسند حسن والحکم).

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے، فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا اس کی ماں کا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِی قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ ۔ رواه الشیخان

ایک شخص نے خدمت اقدس حضور پر نور صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں؟ فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر؟ فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر؟ فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر فرمایا تیرا باپ۔ (بخاری:۲/۸۸۳۔ادب۔مسلم ۲/۳۱۲ بروصلہ)

(۳) تیسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اُوْصِی الرَّجُلَ بِاُمِّہٖ اُوْصِی الرَّجُلَ بِاُمِّہٖ اُوْصِی الرَّجُلَ بِاُمِّہٖ اُوْصِی الرَّجُلَ بِاَبِیْہِ . (رواه الامام احمد وابن ماجه والحاکم).

میں آدمی کو وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں۔ وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں۔ وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں۔ وصیت کرتا ہوں اس کی باپ کے حق میں۔ (ابن ماجہ، ص: ۲۶۸، کتاب الادب، حدیث: ۳۶۵۷)

مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں، دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے، مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ، مانع تفضیلِ مادر (یعنی ماں کو زیادہ نہ دینے کی کوئی وجہ) نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں تو ماں کی خدمت کرے پھر باپ کی، وعلی ہذا القیاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی (سختی) کرے یا اسے جواب دے، یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے۔ یہ سب باتیں حرام ہیں اور اللہ عزوجل کی معصیت (نافرمانی) میں نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی تو اسے ماں باپ میں سے کسی ایک کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں (جس میں اللہ عزوجل کی نافرمانی ہو) وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

معصیت خالق (خالق کی نافرمانی) میں کسی کی اطاعت نہیں۔ اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح آزار (تکلیف) پہونچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے۔ ہونے دے اور ہرگز نہ مانے ایسی ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں ان کی ایسی ناراضگیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نرمی زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے(۱)۔ (کما فی الہندیہ، کتاب الکراہیۃ: ۳۶۵/۵)

---

(۱) **تنبیہ:** یہ نکتہ بہت قابل غور ہے کہ ماں کا حق زیادہ ہونے کا مطلب بہت لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مرتبہ باپ سے زیادہ ہے، حالاں کہ یہ صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ماں کی خدمت زیادہ ہے اور باپ کی عظمت اس سے بڑھ کر۔ نعمانی

https://alislami.net

# حقوق والدین بعدِ انتقال

والدین کے فوت ہوجانے کے بعد اولاد پر ان کے حقوق کے سوال پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا:

(۱) سب سے پہلا حق بعدِ موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل وکفن، نماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سُنن ومستحبات کی رعایت، جس سے ان کے لیے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لیے دعاواستغفار ہمیشہ کرتے رہنا، اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات واعمالِ صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا۔ حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی (نفل) نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی (نفل) روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اِس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا کرنے میں حد درجہ کی جلدی وکوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کے قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں، قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی فرض رہ گیا ہو تو بقدر قدرت اس کی ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا ہو تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، وعلیٰ ہذا القیاس ہر طرح ان کی براءتِ ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو، اگرچہ اپنے اوپر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز

غیرِ وارث یا اجنبیِ محض کے لیے کرگئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعدِ مرگ (مرنے کے بعد) بھی سچی رکھنا، مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا۔ یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ نہیں تو ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی زندگی میں رہتا، جب تک کوئی حرجِ شرعی مانع (روکنے والا) نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لیے جانا وہاں سورہ یٰسٓ شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی وبر ئے نے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کیے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نبھانا، ہمیشہ ان کا اعزاز واکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کرانہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر، عام تر ومدام تر (ہمیشہ رہنے والا) یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا۔ اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے۔ نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا رہتا ہے۔ اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

اللہ غفور رحیم، عزیز کریم جل جلالہ، صدقہ اپنے حبیب ورحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے۔ گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور وسرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے، ہم محتاج۔

اب ان بعض حدیثوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے یہ احکام نکالے گئے ہیں :

**حدیث(۱)** ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی (بھلائی) کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں؟ فرمایا:

نَعَمْ اَرْبَعَةُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِ هِمَا مِنْ بَعْدِ هِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِىْ لَا رَحِمَ لَكَ اِلَّا مِنْ قِبَلِهِمَا فَهٰذَا الَّذِىْ بَقِىَ بِرُّهُمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا ۔ (ابن البجار ،سنن بیھقی، ابو داؤد،ابن ماجه،ابن حبان،مشکوٰۃ: ۴۲۰،بر و صله)

ہاں چار باتیں ہیں، ان پر نماز اور ان کے لیے دعاء مغفرت اور ان کی وصیت نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی بزرگ داشت (تعظیم) اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو نیک برتاوسے اس کا قائم رکھنا یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔

**حدیث(۲)** رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِسْتِغْفَارُ الْوَلَدِ لِاَبِيْهِ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْبِرِّ . (ابن البجار)

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لیے دعاے مغفرت کرے۔

**حدیث(۳)** فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

اِذَا تَرَكَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهُ يَنْقَطِعُ عَنْهُ الرِّزْقُ. (الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه)

آدمی جب ماں باپ کے لیے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے۔

**حدیث(۴)** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ لَهُمَا

اَجْرُھَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئًا ۔ (الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر والدیلمی فی مسند الفردوس عن عبد اللہ بن عمر ومعاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انھیں ملے گا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا۔

**حدیث (۵)** ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا :

اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ اَنْ تُصَلِّیَ لَھُمَا مَعَ صَلَاتِکَ وَتَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صِیَامِکَ ۔ (رواہ الدار قطنی)

بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی (نفل) نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھے۔

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لیے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف سے کہ انہیں ثواب پہنچائے، یا نماز روزہ جو نیک عمل کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کر لے کہ انہیں بھی ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا۔

محیط، پھر تاتارخانیہ، پھر ردالمحتار میں ہے :

اَلْاَفْضَلُ لِمَنْ یَّتَصَدَّقُ نَفْلاً اَنْ یَّنْوِیَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لِاَنَّھَا تَصِلُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ ۔

جو کچھ نفل صدقہ کرنا چاہے اس کے لیے افضل ہے کہ تمام مومنین، مومنات کی نیت کر لے کہ اس کا ثواب ان تک پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

**حدیث (۷)** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ حَجَّ عَنْ وَّالِدَیْہِ اَوْ قَضٰی عَنْھُمَا مَغْرَمًا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ (الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ)

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں

https://alislami.net

کے ساتھ اٹھے۔

**حدیث(۸)** امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسّی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا :

بَایِعْ فِیْھَا اَمْوَالَ عُمَرَ فَاِنْ وَفَتْ وَاِلَّا فَسَلْ بَنِیْ عَدِی فَاِنْ وَفَتْ فَسَلْ قُرَیْشًا وَلَا تَعْدُ عَنْھُمْ۔

میرے دَین میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فبھا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادۂ موصوف سے فرمایا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو، وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار کو گواہ کرلیا کہ وہ اسّی ہزار مجھ پر دین ہے، ابھی ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔ (طبقات ابن سعد از عثمان بن عروہ)

**حدیث(۹)** قبیلۂ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہو گیا، کیا ان کی طرف سے حج کرلوں، فرمایا :

نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا اَرَاَیْتَ لَوْکَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَۃً اِقْضُوْ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ ۔ (رواہ البخاری عن ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ہاں اس کی طرف سے حج کرو بھلا تو دیکھ تو، تیری ماں پر اگر دین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں؟ یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا رکھتا ہے۔

**حدیث(۱۰)** وہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اِذَا حَجَّ الرَّجُلُ عَنْ وَّالِدَیْہِ تُقْبَلُ مِنْہُ وَمِنْھُمَا اَبْتَشَرَ بِہٖ اَرْوَاحُھُمَا فِی السَّمَاءِ وَکُتِبَ عِنْدَاللّٰہِ بَرًّا ۔ (رواہ الدار قطنی)

انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کے اور ان کے سب

https://alislami.net

کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے۔ اوران کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

**حدیث(۱۱)** فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ حَجَّ عَنْ اَبِیْهِ اَوْعَنْ اُمِّهٖ فَقَدْ قُضِیَ عَنْهُ حَجَّتُهٗ وَکَانَ لَهٗ فَضْلُ عَشْرِ حِجَجٍ ۔ (رواہ الدارقطنی: ۲/۲۶۰)

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ہوجائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔

**حدیث(۱۲)** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ بَرَّ قَسَمَهُمَا وَقَضٰی دَیْنَهُمَا وَلَمْ یَسْتَبَّ لَهُمَا کُتِبَ بَارًّا وَّاِنْ کَانَ عَاقًّا فِی حَیَاتِهٖ وَمَنْ لَمْ یُبِرَّ قَسَمَهُمَا وَیَقْضِ دَیْنَهُمَا وَاسْتَبَّ لَهُمَا کُتِبَ عَاقًّا وَّاِنْ کَانَ بَارًّا فِی حَیَاتِهٖ ۔ (بیهقی فی شعب الایمان ۶:۲۰۵، حدیث ۷۹۱۲، بیروت)

جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگر چہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا۔ اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ ادا کرے اوروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق (نافرمان) لکھا جائے اگر چہ ان کی حیات میں نکوکار تھا۔

**حدیث(۱۳)** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْاَحَدِهِمَا فِی کُلِّ یَوْمِ جُمُعَةٍ مرةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَکُتِبَ بَرًّا ۔ (رواہ الحکم الترمذی فی النوادر عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنه)

جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا لکھا جائے۔

**حدیث(۱۴)** فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

https://alislami.net

مَنْ زَارَ قَبْرَاَبَوَیْهِ اَوْاَحَدِهِمَایَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ عِنْدَهٗ یسٓ غُفِرَلَهٗ ۔ (ابن عدی عن الصدیق الاکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی الکامل)

جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یٰسٓ پڑھے، بخش دیا جائے۔

**حدیث(۱۵)** اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے :

مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَیْهِ اَوْاَحَدِهِمَافِی کُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَعِنْدَهٗ یسٓ غُفِرَلَهٗ بِعَدَدِکُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا ۔ (ابن عدی وابو الشیخ والدیلمی وابن البجار والرافعی عن الصدیقه عن ابیها رضی الله تعالیٰ عنهما)

جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرکے وہاں یٰسٓ پڑھے، یٰسٓ شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے لیے مغفرت فرمائے۔

**حدیث(۱۶)** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ زَارَ قَبْرَاَبَوَیْهِ اَوْاَحَدِهِمَااِحْتِسَابًا کَانَ کَعَدْلِ حَجَّةٍ مَّبْرُوْرَةٍ وَمَنْ کَانَ زَوَّارًالَهُمَازَارَتِ الْمَلٰئِکَةُ قَبْرَهٗ ۔ (الحکیم الترمذی وابن عدی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما)

جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے تو یہ ایک حج مبرور کے برابر ثواب پائے، اور جو والدین یا ایک کی زیارت قبر بکثرت کیا کرتا ہو، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔

**حکایت:** امام ابن الجوزی محدث کتاب ''عیون الحکایات'' میں بسند خود محمد ابن العباس وراق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا، راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختانِ مُقل یعنی گوگل (ببول) کے پیڑوں کا تھا ان کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جاتا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا تو اس منزل میں رات کو پہنچا اور باپ کی قبر پر نہ گیا۔ ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے ''میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل سے گزر رہا ہے اور وہ (یعنی تیرا باپ) جو اِن پیڑوں میں ہے اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان

درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر اس کی جگہ تو ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔‘

**حدیث (۱۷)** فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاہُ فِی قَبْرِہٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْہِ مِنْ بَعْدِہٖ۔ (ابو یعلی وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما)

جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔

**حدیث (۱۸)** فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصِلَ صَدِیْقَ اَبِیْکَ .

باپ کے ساتھ نکوکاری سے ہے کہ تو اس کے دوست سے اچھا برتاؤ رکھے۔

**حدیث (۱۹)** فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اِنَّ اَبَرَّ البِرِّ ان یَصِلَ الرجلُ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بَعدَاَن یُوَلّی الابُ۔ (احمد البخاری فی الا دب المفرد ومسلم فی صحیحہ ولترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما)

بیشک باپ کے ساتھ نکوکاریوں سے بڑھ کر یہ نکوکاری ہے کے آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر نباہے۔

**حدیث (۲۰)** فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اِحفَظ وُدَّابِیْکَ لاتَقْطَعْہُ فَیُطْفِیَ اللّٰہُ نُورَکَ . (البخاری فی الادب والطبرانی فی الاوسط والبیھقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما)

اپنے ماں باپ کی دوستی پر نگاہ رکھ اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ نور تیرا بجھا دے گا۔

**حدیث (۲۱)** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

تَعْرَضُ الْاَعْمَال یَوْمَ الاِثْنَیْن والخَمِیْس علٰی اللّٰہِ تَعالٰی وَتُعْرَضُ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ وَعلٰی الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَات یَوْمَ الجُمُعَۃِ فَیَفْرَحُونَ بِحَسنَا تِھِم

وَتَـزْدَادُ وُجُـوهُهُـمْ بَيَاضًا وَاِشْرَاقًا فَاتقُو اللّٰهَ وَلَا تُوذُوْا مَوتَاكُمْ . (الامام الحکیم عن والد عبد العزیز)

ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو رنج نہ پہنچاؤ۔

**بالجملہ** والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو، وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیاوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں کہ ہر نعمت وکمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا مُوجِب (باعث) ہے جس سے کبھی بری الذمہ نہیں ہوسکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لیے ان کی تکلیفیں، خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہوسکتا ہے، خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لیے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں ولہٰذا قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا حق ذکر فرمایا کہ اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (پ۲۱، سورہ لقمان آیت:۱۴) حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

**حدیث** میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہوجاتا میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اب اس کے حق سے ادا ہوگیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ بِطَلْقَةٍ وَّاحِدَةٍ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلا ہوسکے۔ (الطبرانی فی الاوسط...... کنز العمال ۱۶/۳/۴۷۳)

## ماں باپ کی نافرمانی کا وبال

ماں باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے اور ان کی ناراضی اللہ قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ

ہیں۔ جب تک ماں باپ کوراضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض کوئی نفل کوئی عملِ نیک اصلاً قبول نہ ہوگا، عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے، حدیث شریف میں ہے :

**حدیث(۱)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

طَاعَةُ اللّٰهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَمَعْصِيَةُ اللّٰهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ . (الطبرانی عن ابی هريرة رضی الله عنه)

اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت ہے اور اللہ کی معصیت (نافرمانی) والد کی معصیت۔

**حدیث(۲)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

رِضَا اللّٰهِ فِی رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ اللّٰهِ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ . (الترمذی وابن حبان والحكم عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنه)

اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں۔

**حدیث(۳)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

هُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ . (ابن ماجه عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ عنه)

ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں۔

**حدیث(۴)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِاحْفَظْ .
(الترمذی وابن حبان عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه)

والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ رکھ۔

**حدیث(۵)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَةَ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوْثُ وَالرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ .
(نسائی و لابزار و الحاكم عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهم)

https://alislami.net

تین شخص جنت میں نہ جائیں گے: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا، اور دیوث اور عورت جو مردانی وضع وشکل بنائے۔ (دیوث کا معنی بے غیرت، بدکاری سے چشم پوشی کرنے والا۔ نعمانی)

**حدیث(۶)** ثَلٰثَةٌ لَایَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْھُمْ صَرْفًاوَ لَاعَدْلاً، عَاقٌّ،وَمَنَّانٌ وَمُکَذِّبٌ بِقَدْرٍ . (ابن ابی عاصم فی السنہ عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تین اشخاص کا کوئی فرض ونفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا، عاق (ماں باپ کا نافرمان) اورصدقہ دے کراحسان جتانے والااور ہرنیکی وبدی کوتقدیرالٰہی سے نہ ماننے والا۔

**حدیث(۷)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کُلُّ الذُّنُوبِ یُوَخِّرُ اللّٰہُ مِنْھَا مَاشَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِلَّاعُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ اللّٰہَ یُعَجِّلُہُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیَاتِ قَبْلَ الْمَمَاتِ . (ابو داؤدحدیث نمبر: ۴۹۰۲، المستدرک للحاکم، کتاب البر: ۴/۱۵۶ والاصبھانی والطبرانی عن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لیے اٹھارکھتا (یعنی مؤخر کردیتا) ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کے جیتے جی سزا پہنچاتا ہے۔

**حدیث(۸)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ، اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ، اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ .

کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرا گناہوں سے سخت تر گناہ کیا ہے، کیا نہ بتاؤں کہ سب کبائر سے بدتر کیا ہے، کیا نہ بتاؤں کہ سب کبیروں سے شدید تر کیا ہے؟

صحابہ نے عرض کی ارشاد ہو، فرمایا :

اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ . (الشیخان والترمذی عن ابو بکر

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

اللہ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کو ستانا۔

**حدیث(۹)** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَیْهِ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَیْهِ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَیْهِ۔

(الطبرانی والحکم عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) ☆

ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے۔

**حدیث(۱۰)** ایک جوان نزع میں تھا، کلمہ تلقین کیا گیا نہ کہہ سکا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تشریف لے گئے، فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ، کہا مجھ سے کہا نہیں جاتا۔

فرمایا کیوں؟ عرض کیا گیا وہ شخص اپنی ماں کو ستاتا تھا۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو (جو ناراض تھی) بلا کر فرمایا: تیرا بیٹا ہے؟ عرض کی ہاں، فرمایا: بھلا سن تو اگر ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے اور کوئی تجھ سے کہے کہ تو اس کی شفاعت (سفارش) کرے جب تو ہم اسے چھوڑتے ہیں ورنہ جلا دیں گے، کیا اس وقت تو اس کی شفاعت کرے گی؟۔

عرض کی یا رسول اللہ! جب تو شفاعت کروں گی، فرمایا: تو اللہ کو اور مجھے گواہ کر لے کہ تو اس سے راضی ہوگئی، اس نے عرض کی الٰہی میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوئی۔

اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوان سے فرمایا: اے لڑکے! کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

---

☆ مذکورہ روایت کا پہلا حصہ (یعنی ملعون من عق والدیہ) بہت سی کتب حدیث میں موجود ہے؛ لیکن تین مرتبہ مکرر الفاظ والی یہ روایت ہمیں امہات کتب حدیث میں نظر نہیں آئی۔ ہاں! مسند احمد میں ایک

https://alislami.net

روایت یوں ہے: لعن اللہ من عق والدیہ.........قالہا ثلاثا۔(۸۴/۵حدیث: ۲۹۱۵) اور اسی سے ملتی جلتی ایک روایت طبرانی کی معجم اوسط میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ نعمانی قادری

جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنْقَذَہٗ بِی مِنَ النَّارِ. شکر اس خدا کا جس نے میرے وسیلے سے اس کو دوزخ سے بچالیا۔ (رواہ الطبرانی عن عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

**حکایت:** حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں ۱۴۸ ہجری میں انتقال کیا فرمایا میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی بدن انسان کا، اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح کیں پھر قبر بند ہوگئی۔

ایک بڑھیا بیٹھی سوت کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا ان بڑی بی کو دیکھتے ہو میں نے کہا اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا اس قبر والے کی ماں ہے وہ شراب پیتا تھا جب شام کو آتا ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک کو پیئے گا یہ جواب دیتا کہ تو تو گدھے کی طرح چلاتی ہے؟ یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی اور یوں ہی تین آواز گدھے کی ہو کر بند ہو جاتی ہے۔ (رواہ الاصبہانی فی الترغیب۔ شرح الصدور للسیوطی: ۲:۱۷۱۔ برکاتِ رضا، پور بندر، گجرات)

(ملخص از شرح الحقوق لطرح العقوق [۱۳۰۷ھ]

تصنیف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ)

# والدین کے ساتھ حسن سلوک جہاد اور ہجرت سے افضل ہے

والدین کے ساتھ حسن سلوک ( نیکوکاری ) کوحضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاد فی سبیل اللہ پر فضیلت دی ہے۔

**(۱)** حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم !

اَیُّ الْعَمَلِ اَحبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعالٰی قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِهَا، قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ بِرُّالْوَالِدَیْنِ، قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ الْجِهَادُفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (رواہ احمد والشیخان وابوداؤد، والنسائی)

کون سا عمل زیادہ محبوب ہے خدا کے نزدیک؟ فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیکی۔ کہا پھر کون؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔

**(قلتُ)** والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ان کو ناپسند ہو اگر چہ اس کے لیے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو، اس لیے کہ ان کی فرماں برداری اور ان کو خوش رکھنا دونوں واجب ہے اور نافرمانی اور ناراض کرنا حرام ہے۔

کچھ لوگوں نے جہاد اور ہجرت کی اجازت چاہی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں والدین کی خدمت کا حکم دیا، جب کہ ان احادیث میں اس کی صراحت نہیں کہ وہ خدمت

کے محتاج تھے۔

(۲) امام احمد اور ابن ماجہ کے علاوہ ائمہ ستہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اور مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی ہاں، فرمایا: جاؤ ان کی خدمت میں جہاد (محنت) کرو۔

مذکورہ روایت میں نہ صحابی نے اپنے والدین کی حاجت مندی کا ذکر کیا نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل دریافت کی اور صاف فرمادیا کہ اپنے والدین کی خدمت میں لگ جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کی خدمت مقدم اور اجازت کے بغیر جہاد وہجرت کی رخصت نہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سوال نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کا محتاج ہونا ضروری نہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا :

**أبایعک علی الهجرة والجهاد ابتغی الاجرمن الله تعالی قال فهل من والدیک احد حی قال نعم بل کلا هما حی قال فتبتغی الاجر من الله تعالیٰ قال نعم قال فارجع الی والدیک فاحسن صحبتهما۔**

(اخرجه مسلم)

میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کر رہا ہوں اور خدا سے اجر کا طالب ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے ؟ اس نے عرض کیا دونوں زندہ ہیں، پھر دریافت فرمایا کیا خدا سے اجر چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے والدین کے پاس لوٹ

https://alislami.net

جا اوران کے ساتھ ٹھیک سے رہ۔

**(۴)** اور آپ ہی سے ایک دوسری روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا :

**جِئۡتَ اُبَایِعُکَ عَلٰی الۡهِجۡرَةِ وَتَرَکۡتُ اَبَوَیَّ یَبۡکِیَانِ قَالَ فَارۡجِعۡ اِلَیۡهِمَا فَاَضۡحِکۡهُمَا کَمَا اَبۡکَیۡتَهُمَا**.(أخرج أبو داؤد)

میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں اور اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر آیا ہوں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اپنے والدین کے پاس جا اوران کو ہنسا جیسا کہ تو نے ان کو رلایا ہے۔

**(۵)** امام ابوداؤد ہی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔سرکار نے پوچھا یمن میں تیرا کوئی ہے،عرض کی میرے ماں باپ ہیں۔دریافت فرمایا: کیا انھوں نے تجھے اجازت دی ہے؟ عرض کیا نہیں۔فرمایا: ان کی خدمت میں جا کر ان سے اجازت لے ، پھر اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کر ورنہ انھیں کی خدمت میں جا کر ان کے ساتھ حسن سلوک کر۔

**(۶)** نسائی،ابن ماجہ اور حاکم نے (اور فرمایا شرطِ مسلم پر صحیح ہے) اور طبرانی نے سند جید (اچھی سند) سے معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا اِرادہ غزوہ کا ہے اور آپ کی بارگاہ میں مشورہ کے لیے آیا ہوں۔فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا ہاں،فرمایا: تو اسی سے وابستہ رہ،اس لیے کہ جنت وہیں ہے۔(یعنی اس کی خدمت ہی جنت میں جانے کا سبب ہے)۔(سنن نسائی:۲/۴۸۔باب الجہاد)

امام طبرانی میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا: میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جہاد میں جانے کے لیے مشورہ کروں تو فرمایا: کیا تیرے والدین ہیں؟ میں نے کہا:

ہاں، تو فرمایا: انھیں کی خدمت کو لازم پکڑ و، اس لیے کہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔

(۷) اور طبرانی نے ہی حضرت طلحہ بن معاویہ سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ کی راہ میں جہاد کا اِرادہ رکھتا ہوں، فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے قدموں میں رہ، کہ جنت وہیں ہے۔ (معجم کبیر طبرانی: ۲۸۹/۲، حدیث: ۲۲۰۲)

(اعلیٰ حضرت سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جو حرمین شریفین کی ہجرت کا اِرادہ رکھتا تھا جب کہ اس کے والدین اور اولاد بھی تھے، سرکارِ اعلیٰ حضرت نے مذکورہ روایت کو ذکر کر کے فرمایا:)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ مدینے کی طرف ہجرت کے بارے میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے، اب سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حرمین میں سے کسی ایک کی طرف جانے کا کیا حال ہوگا، ذرا غور تو کریں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اپنے آبا اور امہات (ماؤں اور باپوں) کی خدمت میں لوٹنے کا کس سخت انداز میں حکم فرمایا ہے۔

یہ بھی ملاحظہ ہو کہ اس شخص کو جو بلا اجازت والدین جہاد کے لیے آ گیا تھا کہ جا اور اِجازت لے۔ اور یہ بھی تو دیکھو کہ اس شخص کو جو والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا کیسی پیاری رہنمائی دی کہ جا ان کو خوش کر جیسا تو نے انھیں رُلایا۔

اب جب کہ آپ نے یہ سب پڑھ لیا تو صورتِ مذکورہ میں اگر والدین سے اجازت مانگے وہ نہ دیں تو واضح بات ہے کہ وہ جدائی پر سخت پریشان وغم گین ہوں گے جبھی تو وہ اجازت نہیں دے رہے ہیں تو اب ان کو روتے ہوئے چھوڑ کر جانا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

دیکھو یہ خیر التابعین حضرت ولی اللہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 'خیر التابعین' فرمایا جب کہ امام مسلم اور حاکم نے بسند صحیح حضرت عمر سے روایت کیا جنھیں ان کی ماں کی خدمت نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے اور (صحابیت کا شرف پانے) سے روک دیا تھا۔ (صحیح مسلم: ۳۱۱/۲)

اب ذرا سوچیے اس کا مقابلہ اس عمل سے کیسے ہوسکتا ہے (جسے لوگوں نے ہجرت کا نام رکھا ہے یعنی گھر بار چھوڑ کر حرمین میں اقامت کرنا) حالاں کہ یہ ہجرت ہرگز نہیں، ہجرت تو حقیقتاً گناہوں کا چھوڑنا ہے۔ ہم رب قدیر سے اس کی توفیق کے طلب گار ہیں۔

بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ تعَالیٰ عَنْہُ .** (بخاری: ۶/۱)

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ اور مامون ہو۔ اور مہاجر (ہجرت کرنے والا) اصلاً وہ ہے جو ان چیزوں کو ترک کردے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

(تلخیص صیقل الرین عن مجاورۃ الحرمین، مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۶۷۳۔ سنی دار الاشاعت، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ)

## ماں باپ اور بڑے بھائی کی فرماں برداری کا حکم:

آج کل بہت سے لوگ اپنے والدین کے غیر شرعی کاموں کے پیش نظر ان کی توہین وتذلیل کر بیٹھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہم حق بجانب ہیں، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال ہوا کہ :

والدین اور برادران (بھائیوں) کی اطاعت واجب ہے یا فرض؟ ——— اور اگر یہ گناہوں کا ارتکاب کریں تو کیا اب بھی ان کی اطاعت کرنی چاہیے یا نہیں ——؟ اعلیٰ حضرت

https://alislami.net

امام احمد رضا قدس سرہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

اطاعتِ والدین (ماں باپ کی فرماں برداری) جائز باتوں میں فرض ہے، اگر چہ وہ خود مرتکب کبیرہ (بڑے گناہوں کے مرتکب) ہوں، ان کے کبیرہ (گناہوں) کا وبال اُن پر ہے؛ مگر اس کے سبب یہ (یعنی بیٹا) ان کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا۔ ہاں! اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں اس کی اطاعت جائز نہیں۔ (حدیث شریف میں ہے):

لا طاعة لأحدٍ في معصية الله . (مسند امام احمد: ۶۶/۵، ص ۱۴۹۷، حدیث: ۲۰۹۲۹)

(یعنی اللہ کی نافرمانی میں کسی کی بھی بات نہیں مانی جائے گی)

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں ان سے بہ نرمی وادب گزارش کرے، اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا، بلکہ غَیبت (پیٹھ پیچھے) میں ان کے لیے دعا کرے۔

رہا بڑا بھائی وہ ان احکام میں ماں باپ کا ہم سر (برابر) نہیں، ہاں! اسے بھی حق تعظیم حاصل ہے، اور بلا وجہ شرعی ایذا رسانی (تکلیف پہنچانا) تو کسی مسلمان کی حلال نہیں۔ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ: ۲۰۹/۱۵ تا ۲۱۰ مطبوعہ بریلی شریف)

## سوتیلی ماں کا بھی حق ہے:

کچھ لوگ سوتیلی ماں کا حق نہیں مانتے، اسے اذیت تک دیتے ہیں، بعض تہمت بھی لگا دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں :

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے (یعنی ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے) اور کسی (بھی) مسلمان کو تہمت لگانا حرامِ قطعی ہے، خصوصاً - معاذ اللہ - اگر تہمتِ زنا ہو، جس پر قرآن عظیم نے فرمایا :

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ . (النور: ۱۷/۲۴)

اللہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

https://alislami.net

تہمتِ زنا لگانے والے کو اَسّی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ اس کی گواہی مردود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاسق رکھا۔ یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں، اگر چہ اس سے کوئی رشتہ، علاقہ اصلاً نہ ہو۔ اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم وخاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم وحرمت اس (پسر) پر بلاشبہہ لازم۔ اسی حرمت (عزت) کے باعث رب العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کے مثل حرامِ ابدی کیا۔ (یعنی ہمیشہ کے لیے وہ لڑکے پر حرام ہے اگر چہ یہ اس کے بطن سے نہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إن من أبر البر صلة الرجل أهل ود أبيه . (مسلم:۲/۳۱۴ کتاب البر والصلۃ)

یعنی بے شک سب نیکوکاریوں سے بڑھ کر نیکوکاری یہ ہے کہ فرزند (اولاد) اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نیکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا کہ

وأُكرِمُ صَدِيقَهُما . (ابوداؤد، ابن ماجه وابن حبان فی صحاحهم عن مالك بن ربيعة الساعدی رضی الله تعالیٰ عنه)

یعنی اُن (ماں باپ) کے دوست کی عزت کرنا۔

ماں باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام ہیں، تو اس کی منکوحہ (زوجہ) اس کی ناموس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق واکد ہوگی، خصوصاً جب کہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی اور باپ کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: ۲۱۵/۱۵ تا ۲۱۶ مطبوعہ بریلی شریف)

# حقوقِ اُستاذ

(چونکہ استاذ باپ ہی کا درجہ رکھتا ہے بلکہ بعض وجوہ سے اس کا درجہ باپ سے زیادہ ہے اس لیے آخر میں فتاویٰ رضویہ سے حقوق استاذ کا بھی مختصر بیان کیا جاتا ہے)

فتاویٰ عالمگیری میں، نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے :

**قال الزندویستی حق العالم علی الجاهل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وهوان لایفتح بالکلام قبله ولایجلس مکانه وان غاب ولایرد علی کلا مه ولایتقدم علیه فی مشیه۔**

یعنی فرمایا امام زندویستی نے عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غَیبت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اس کی بات کو رد نہ کرے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔ (فتاویٰ عالم گیری: ۵/۳۷۳ کتاب الکراہیۃ)

اسی میں غرائب سے ہے :

**ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذه وآدابه ولا یضن بشئی من ماله .**

آدمی کو چاہیے کہ اپنے استاد کے حقوق و ادب کا لحاظ رکھے، اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے۔ یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔

اس میں 'تاتارخانیہ' سے ہے :

https://alislami.net

يُقَدِّمُ حقَّ مُعَلِّمِهٖ عَلٰى حقِّ اَبَوَيْهِ وَسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَتَوَاضَعُ لِمَنْ عَلَّمَهٗ خَيْرًا اَوْ لَوْ حَرْفًا، وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّخْذُلَه وَلَا يَسْتَاثِرُ عَلَيْهِ اَحَدًا فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدْ قَصَمَ عُرْوَةً مِّنْ عُرَى الْاِسْلَام وَمِنْ اِجْلَالِهٖ اَنْ لَّا يَقْرَعَ بَابَهٗ بَلْ يَنْتَظِرَ خُرُوْجَه ۔

یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگر چہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسی کھولدی، استاد کی تعظیم یہ ہے کہ وہ گھر کے اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

قال اللہ تعالیٰ :

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .

بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۔اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم اان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(ترجمہ رضویہ۔ پارہ ۲۶۔سورۃ حجرات: ۴/۴۹)

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استادِ علمِ دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پرنور رسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے۔

لَا طَاعَةَ لِاَحَدٍ فِىْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔(حدیث مسند امام احمد بروایت حکم بن عمرو غفاری)

https://alislami.net

مگراس نہ ماننے پر بھی گستاخی و بےادبی سے پیش نہ آئے

فَاِنَّ الْمُنْکَرَ لَا یُزَالُ بِمُنْکَرٍ ۔

کیونکہ برائی ، برائی سے دور نہیں کی جاتی ۔

اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنٰی کیا جائے گا ، بکمال عاجزی وزاری معذرت کرے اور بچے ۔اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع ( جہاں تک ہو سکے ) اس کی بجا آوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہو چکا کہ اس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی ۔

علما فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ ان کا لزوم اورزیادہ ہو گیا ،ان میں اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے ۔والعیاذ باللہ تعالیٰ ( اللہ تعالیٰ کی پناہ )

اُستاد کی ناشکری بڑی بھیانک بلا اور مرض قاتل ہے جس سے علم کی برکت زائل ہو جاتی ہے ۔والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔( فتاویٰ رضویہ:۹/۶۷ رضا اکیڈمی )

اُستاذ کی ناشکری خوف ناک بلا اور تباہ کن بیماری ہے ۔اور علم کی برکتوں کو ختم کرنے والی ہے ۔والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ ۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، محتارۃ ضیاء،زوائدالمسند لعبد اللہ بن احمد)

جس نے لوگوں کا شکریہ نہ ادا کیا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ۔

حق عزوجل فرماتا ہے :

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِی لَشَدِیْدٌ ۔ (پارہ ۱۳۔

https://alislami.net

سورۃ ابراھیم: ۱۴/۷)

اگراحسان مانو گے تو میں تمہیں اوردوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ . (سورۃ الحج: ۲۲/۳۸)

بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغاباز سخت ناشکرے کو۔

اورفرمایاعزَّ شانہ نے :

هَلْ نُجٰزِیْ اِلَّاالْکَفُوْر . (پارہ ۲۲ سورۃ سبا: ۳۴/۱۷)

ہم کسے سزادیتے ہیں اس کو جو ناشکرا ہے۔

سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ اُوْلِیَ مَعْرُوْفًا فَلَمْ یَجِدْلَهٗ جَزَاءً اِلَّاالثنَاءَ فَقَدْ شَکَرَهٗ وَمَنْ کَتَمَهٗ فَقَدْ کَفَر . (الادب المفردو للبخاری، سنن ابوداؤد: ۲/۲۰۷ جامع ترمذی: ۲/۲۴ ابن حبان مقدسی)

جس پرکسی نے احسان کیا اس نے سوا تعریف کے اس کا اورکوئی عوض نہ پایا تو بیشک اس نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کردیا اور جس نے اسکو چھپالیا اور کوئی تعریف بھی نہ کی تو ضروراس نے ناشکری کی۔

استاد کی ناشکری وناقدری باپ کے ساتھ نافرمانی کا حکم رکھتی ہے اس لیے کہ استاد بمنزلۂ باپ ہوتا ہے۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِنَّمَا اَنَالَکُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِاعَلِّمُکُمْ ۔ (احمد ،دارمی ،ابوداؤد ،نسائی، ابن ماجه، ابن حبان)

میں تمہارا باپ ہی ہوں کہ تم کو علم سکھاتا ہوں۔

بلکہ علمانے فرمایا ہے کہ استاد کا حق والدین کے حق پر مقدم رکھے کہ ان سے جسمانی زندگی

وابستہ ہے اوراستاد سببِ حیاتِ روحانی ہے۔(کمافی عین العلم)

اورخودنا فرمانیِ والدین کا وبال نہایت سخت ہے اس لیے کہ حضور نے اس کو شرک کے ساتھ فرمایاہے،ارشاد ہے :

الاانبـکم بأکبر الکبائر ثلثاقلنابلی یارسول الله قال الاشراک باللّٰه وعقوق الوالدین۔ (صحیح بخاری: ۱/۳۶۲......مسلم: ۱/۶۴)

حضورنے تین مرتبہ فرمایا کیامیں تم کوسب سے بڑا گناہ نہ بتادوں صحابہ نے عرض کی ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ۔فرمایا خدا کے ساتھ کسی کوشریک کرنااوروالدین کی نافرمانی۔

اورخوداس باب میں اس قدرحدیثیں کہ دفتر درکار ہے،نیز استاد کی ناشکری وتحقیر،غلام کا اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جانے کے برابر ہے،جس کا وبال حدیث میں نہایت سخت بتایا گیاہے کہ(بھاگاہواغلام جب تک اپنے آقا کے پاس نہ آئے خدااس کافرض قبول کرتا ہے نہ نفل)۔(مسلم،ترمذی،طبرانی،ابن خزیمہ،ابن حبان وغیرہ)

حضرت مولاےعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ عَلَّمَ عَبْدًا اٰیَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَمَوْلَاہ۔ (طبرانی کبیر عن ابو امامه رضی الله تعالیٰ عنه)

جس نےکسی بندے کوکتاب اللہ کی کوئی ایک آیت سکھادی تو وہ اس کا آقا ہوگیا۔

امیرالمومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًافَقَدْ صَیَّرَنِی لَہٗ عَبْدًااِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ۔

جس نے کہ مجھے ایک حرف پڑھادیا تو بہ تحقیق اس نے مجھ کواپنا بندہ بنالیا اگرچاہے بیچے،اوراگرچاہے آزادکرے۔

حضرت امام شمس الدین سخاوی (مقاصد حسنہ) میں محدث شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا :

**مَنْ كَتَبْتُ عَنْهُ اَرْبَعَةَ اَحَادِيْثَ اَوْخَمْسَةً فَاَنَاعَبْدُهٗ حَتّٰى اَمُوْتَ .**

جس سے کہ میں نے چار پانچ حدیثیں لکھ لیں تو میں اس کا بندہ ہوگیا یہاں تک کہ میں مروں ۔(یعنی زندگی بھر کے لیے اس کی غلامی میں آگیا)

اور بلفظ دیگر فرمایا :

**مَا كُنْتُ عَنْ اَحَدٍ حَدِيْثًا اِلَّا وَكُنْتُ لَهٗ عَبْدًا اَمَّا اَحْيٰى ۔**

جس کسی سے ایک حدیث بھی لکھی تو میں اس کا بندہ ہوگیا آخر دم تک ۔

اُستاذ کو اپنے سے افضل قرار دے۔ حدیث میں آیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

**تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَا ضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْه ۔** (اخرج الطبرانی فی الاوسط وابن عدی فی الکامل)

علم حاصل کرو اور علم کے لیے عظمت ووقار سیکھو اور جس سے تم علم حاصل کر رہے ہو اس کے سامنے تواضع اور عاجزی اختیار کرو۔

صاحبانِ علم سعادت مند (تلامذہ) تو اگر استاذ سے بڑھ بھی جاتے ہیں تو اسے استاذ ہی کا فیض اور برکت سمجھتے ہیں، اور پہلے سے کچھ زیادہ ہی نیاز مندی سے پیش آتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جیسے بادِ صبا چلتی ہے تو پھول کھلتے ہیں آخرکار یہ سب احسان تو اسی بادِ صبا کا ہوتا ہے، لہٰذا شاگرد کی تمام تر ترقیاں یقیناً استاذ ہی کی رہین منت ہوتی ہیں۔

اور سرکش وشریر کی مثال تو یہ ہے کہ بعض اولاد طاقت وقوت پانے کے بعد اپنے بوڑھے باپ ہی پر زور آزمائی کرنے لگتی ہے، ایسے لوگ جلد ہی (یعنی بڑھاپے میں) اس ناشکر گزاری اور ناقدری کی سزا پاتے ہیں۔ كَمَا تَدِيْنُ تُدَان. جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

# حقوقِ مسلم

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا کیا کیا حق ہے، ذیل میں احادیث کریمہ کے ذریعہ اس کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اور یوں ہی اس کا بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایذاے مسلم بلا وجہ شرعی حرام قطعی وگناہ ہے۔ ذیل میں اس سلسلے کی احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

## احادیث:

### خندہ پیشانی کو معمولی نہ سمجھنا چاہیے:

**حدیث (۱)** سرکار مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْهٍ طَلِیْقٍ

۔۔۔اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ.

کسی نیکی کو معمولی نہ جانو اگر چہ اسی قدر کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی سے خوش روئی کے ساتھ پیش آنا بھی بڑی نیکی ہے۔ اس کو اور اس طرح کی دوسری نیکیوں کو معمولی نہیں تصور کرنا چاہیے اور یہ کہ ایک مسلمان کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ جب اس سے ملے تو خندہ روئی سے پیش آئے۔

### کسی کے ہدیے کو معمولی نہ جانے:

**حدیث (۲)** رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا:

یَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَلَوْ بِفِرْسَنِ شَاةٍ۔۔۔

اَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِی هریرةَ رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنْهُ۔

اے مسلمان عورتو! ہرگز کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے، اگر چہ (اس کا ہدیہ) بکری کا کھر ہی ہو۔ اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یعنی کوئی عورت اپنے پڑوس کی کسی عورت کو ذلیل نہ تصور کرے۔ اگر چہ وہ تحفہ میں بکری کے کھر جیسی کوئی معمولی ہی چیز بھیجے بلکہ اس کے ہر ہدیہ کی قدر کرے نہ کہ شکایت۔

اس دوسری حدیث میں وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحَرَّقٍ کا لفظ آیا ہے یعنی اگر چہ جلا ہوا کھر ہی ہو۔

اس حدیث میں عورتوں کی تخصیص اس لیے ہے کہ نعمتوں اور ہدیوں کی ناقدری وناشکری کا مادہ ان کے اندر مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔

## کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے:

مسلمان کو بے وجہ شرعی ایذا پہنچانا بھی حرام قطعی ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۔ (پارہ ۲۲ .سورہ احزاب آیت:۵۸)

اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

**حدیث (۳)** حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اٰذیٰ مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِی وَمَنْ اٰذَانِی فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ ـــ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِی فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔

جس نے کسی مسلمان کو آزار پہنچایا اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے حق تعالیٰ کو ایذا پہنچائی۔۔۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔

## جس نے کسی مسلمان کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں:

**حدیث (۴)** امام رافعی نے سیدنا علی کرم اللہ وجھہ سے روایت کیا کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَیْسَ مِنَّامَنْ غَشَّ مُسْلِمًااَوْضَرَّہٗ اَوْمَا کَرَہٗ۔

ہماری جماعت سے وہ نہیں جو کسی مسلمان سے دغا کرے یا اس کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر سے پیش آئے۔

اس سلسلے میں احادیث بکثرت ہیں یہاں سب کا ذکر کرنا مقصود نہیں۔

## کسی مسلمان کو ذلیل ہوتا دیکھ کر مدد کرنا واجب ہے:

**حدیث(۵)** حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ اُذِلَّ عِنْدَہٗ مُؤْمِنٌ فَلَمْ یَنْصُرْ وَھُوَ یَقْدِرُعَلٰی اَنْ یَّنْصُرَہٗ اَذَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْھَادِیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ـــــ اَخْرَجَہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُعَنْ سُھَیْلِ بْنِ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِاِسْنَادٍحَسَنٍ۔

جس کے سامنے کسی مسلمان کو بے عزت کیا جائے اور وہ قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کرے، حق تعالیٰ اس کو قیامت کے دن برملا ذلیل ورسوا کرے گا ـــــ اس کو امام احمد نے سہیل بن حنیف سے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔

اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ جب کسی مسلمان کی تذلیل پر خاموشی کی وجہ سے اس قدر دردناک عذاب ہوگا تو خود مسلمان کی تذلیل (ذلیل کرنا) کس قدر عذاب وغضبِ رب الارباب کا باعث ہے!۔العیاذ باللہ تعالیٰ

## کسی مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ دے:

**حدیث (۶-۸)** چونکہ رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام اپنی امت پر کمال درجے کی رحمت وعنایت فرمانے والے ہیں؛ اس لیے اس کو جائز نہیں فرماتے کہ کسی مسلمان کے پیغامِ نکاح پر دوسرا کوئی مسلمان پیغام دے، اور نہ یہ کہ کسی کے بھاؤ پر دوسرا کوئی بھاؤ لگائے۔

امام احمد اور امام بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ لَایَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ وَلَایَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِہٖ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ۔ (بخاری: ۱/۲۸۷، بیوع......مسلم: ۱/۴۵۳)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی ہوچکنے پر پیغام نہ دے اور نہ بھاؤ طے ہوجانے پر دوسرا کوئی اس پر بھاؤ کرے ـــــــ اس باب میں عقبہ بن عامر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔

یہاں جب کہ ابھی نعمت حاصل نہ ہوئی اور نہ ہی قبضہ ہوا اس قدر شدید ممانعت ہے تو جو کسی کے مملوکہ ومقبوضہ مال پر دست درازی کرے تو یہ کس درجہ ظلم وستم ہوگا اور کیسے عذاب کا باعث ہوگا!۔

## جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عظمت نہ کرے ہم میں سے نہیں:

**حدیث(۹)** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یَعْرِفْ شَرَفَ کَبِیْرِنَا، ـــــ اَخْرَجَہٗ اَحْمَدُ وَالتِّرمِذِی وَالْحَاکِمُ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بِسَنَدٍ حَسَنٍ بَل صَحِیْحٍ .

ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑے کی بزرگی نہ پہچانے ـــــــ اس حدیث کو امام احمد وترمذی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن بلکہ صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

**حدیث(۱۰-۱۱)** فرماتے ہیں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا .

ہمارے طریقے پر وہ نہیں جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔

اس حدیث کو امام احمد وترمذی اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا جس کی سند حسن ہے۔ اور اسی کے مثل طبرانی نے معجم کبیر میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

## جواپنے لیے پسند کرے دوسروں کے لیے بھی پسند کرے:

**حدیث(۱۲)** فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

لَیْسَ مِنَّامَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَاوَلَمْ یَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَاوَلَیْسَ مِنَّامَنْ غَشَّنَاوَلَایَکُوْنُ المؤمِنُ مُؤْمِنًاحَتّٰی یُحِبَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ ـــــ

اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِی فی الْکَبِیْرِعَنْ ضمیرة رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ باسنادٍ حَسَنٍ.

ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا اور وہ ہم میں سے نہیں جو مسلمانوں کو دھوکا دیتا ہے اور اُس وقت تک مسلمان ،مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ دوسرے ایمان والوں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے ۔اس کو طبرانی نے کبیر میں ضمیرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد حسن روایت کیا۔

## بوڑھے مسلمان کی تعظیم کا حکم:

**حدیث(۱۳)** فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے :

مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ الحدیث ـــــ اَخْرَجَهُ اَبُوْداؤُدَعَنْ اَبی مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنه .

سپید بال والے (بوڑھے) مسلمان کی عزت کرنا خدا کی تعظیم سے ہے ـــــــ اس کو ابوداؤد نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

## جو عالم دین کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں:

**حدیث (۱۴)** جو مسلمان علم دین رکھتا ہو اس کے ساتھ برائی کرنا کتنا برا ہے کہنے کی ضرورت نہیں (جیسا کہ بعض لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ علما کو حقیر سمجھتے ہیں) اس کے متعلق حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ لَمْ یُجِلَّ کَبِیْرَنَاوَیَرْحَمْ صَغِیْرَنَاوَیَعْرِفْ لِعَالِمِنَاحَقَّهٗ

https://alislami.net

ـــــ اَخْرَجَہُ اَحْمَدُ فی الْمُسْنَدِوَالحاکمُ فِی الْمُسْتَدْرکِ وَالطَّبْرانی فِی الْکَبِیْرِعَنْ عُبَادَۃ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ .

وہ میری امت سے نہیں جو ہمارے بزرگ کی تعظیم نہ کرے اور چھوٹوں پرشفقت نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے ــــــــ اس کو امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسنادِ حسن روایت کیا۔

**حدیث(۱۵)** فرمایا رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے :

**ثَلٰثَۃٌ لَّایَسْتَخِفُّ بِحَقِّھِمْ اِلَّامُنَافِقٌ،ذُوْالشَّیْبَۃِ فِی الْاِسْلَامِ وَذُو العِلْمِ وَاِمَامٌ مُّقْسِطٌ** ـــــ اَخْرَجَہُ الطَبْرانُّی عن اَبی اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِطَرِیْقٍ حَسَّنَہُ التِرْمِذیُّ بِغَیْرِ ھٰذَاالْمَتْنِ .

تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کے حق کو وہی ہلکا جانے جو منافق ہو، پہلا وہ شخص کہ اسلام میں جس کا بال سپید ہوا یعنی بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم تیسرا بادشاہ عادل۔اس کو طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایسے طریقے سے جس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے دوسرے متن کے ساتھ۔(معجم کبیر:۳۳۸/۸، حدیث: ۷۸۱۹...... فتاویٰ رضویہ، دہم ص۲۰ تا ۲۲ مقتبساً ومترجماً)

## ایمان اور حسد جمع نہیں ہوتے!:

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا یہ حق بھی ہے کہ اس پر حسد نہ کرے، یعنی اس کی نعمت یا منصب کے زوال کی تمنا نہ کرے، احادیث میں اس کی بہت مذمت آئی ہے۔ ذیل میں کچھ حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں کہ برادرانِ اسلام اس برائی سے بچیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

**لا یجتمع في جوفِ عبدٍ الإیمانُ والحسَدُ** . (أخرجہ ابن حبان في

صحيحه ومن طريقه عن أبي هريرة رضى الله عنه)

بندے کے دل میں ایمان اور حسد دونوں یک جا نہیں ہوتے۔(یعنی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندۂ مومن کسی کے ساتھ حسد نہ کرے اور اگر کرتا ہے تو یہ اس کے ضعف ایمان کی علامت ہے)۔اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اسی طرح اس کو امام بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔(شعب الایمان،حدیث:۱۵۹۷)

**حدیث(۱۷-۱۸)** اور یہ بھی فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے :

**إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أو قال العشب** ــــ أخرجه أبوداؤد والبيهقي عن أبي هريرة رضى الله عنه وابن ماجة وغيره عن أنس رضى الله عنه ولفظه الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب، الحديث .

حسد سے دور رہو اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو-یا- فرمایا: جیسے آگ گھاس کو۔اس کو ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں:'حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو'۔

**حدیث(۱۹)** اور مسند الفردوس میں معاویہ بن حیدہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

**الْحَسَدُ يُفْسِدُ الإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ .**

حسد ایمان کو تباہ کر دیتا ہے جیسے اِیلوا(مُصَبَّر) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

پھر حسد نہیں ہے مگر یہ کہ کسی سے نعمت کے زوال کی خواہش کی جائے۔جیسا کہ علما نے اس کی یہی تعریف کی ہے۔پھر کوئی اگر کسی کی نعمت یا منصب کے زوال کے بعد خود اس کی جگہ قابض ہونے کی خواہش کرے تو اس کی قباحت کا وبال کہاں تک ہوگا!،یعنی اس کا گناہ اور زیادہ ہے۔

## ظلم کی مذمت:

اِسلام میں ظلم کی بڑی مذمت آئی ہے خصوصاً اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ، حسد کی مذمت واضح ہوچکی ہے کہ اس میں بھی ایک طرح کا ظلم ہے کہ اپنے بھائی کا نقصان چاہا جاتا ہے اور خود حسد میں کبھی کبھی زوالِ نعمت کے ساتھ اس پر اپنا قبضہ جمالیا جاتا ہے جو حسد بھی ہے اور ظلم بھی اور غصب بھی، اس کے علاوہ ظلم کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں اور سب حرام وگناہ ہیں۔

**حدیث (۲۰)** حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

**الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** ـــــ أخرجه البخاري ومسلم والترمذي عن ابن عمر رضی اللہ عنهما.

ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا۔ روایت کیا اس کو امام بخاری ومسلم اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

اور اسی کے مطابق اللہ عزوجل کا یہ قول ہے :

**اَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ** ۝ (هود: ۱۱/۱۸)

ارے! ظالموں پر خدا کی لعنت۔

(ظالموں کی سزا کے لیے یہی بہت کافی ہے کہ ان پر اللہ عزوجل کی لعنت اور پھٹکار ہوئی ہے۔ جو لوگ ظلم کے عادی ہیں ان کو بطورِ خاص عبرت حاصل کرنی چاہیے۔)

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

**اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ** . (سورۂ بروج: ۸۵/۱۰)

بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فتنے میں ڈالا، پھر توبہ نہ کی ان کے لیے جہنم کا عذاب اور ان کے لیے آگ کا عذاب۔

https://alislami.net

وَلاَ تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ . (سورۂ ھود:۱۱/۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں آگ چھوئے۔

ظالم ظلم سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے برادری سے نکال دیں، اس سے میل جول چھوڑ دیں، اس کے پاس نہ بیٹھیں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ پھونک دے۔

اور فرماتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ :

وَ اِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ .

(سورۂ انعام:۶/۶۸)

اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر، پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

ظلم سے خود بچے، ظالموں کی مدد بھی نہ کرے؛ کیوں کہ ظلم کے مددگار بھی ظالم ہیں اور اس سے بڑھ کر عذاب وغضب ولعنت کے سزاوار (مستحق)۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَ لاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ .

(سورۂ مائدہ:۵/۲)

اور تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ظالم کی مدد سے جدا ہوں۔ اللہ عزوجل قرآن کریم میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی (ہنسی مذاق) کرنے، اس پر طعن کرنے اور اس کا برا لقب رکھنے سے منع کرکے فرماتا ہے :

وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ . (سورۂ حجرات:۴۹/۱۱)

اور جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

آج کل ایک دوسرے پر ظلم وتعدی اور تحقیر وتذلیل عام ہے۔ اس سلسلے کی ایک جامع

حدیث ملاحظہ کریں اور دل وجان سے تسلیم کرتے ہوئے عمل پیرا ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں :

بلا وجہِ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر (حقیر جاننا) حرام قطعی ہے۔

بِحَسبِ امرِیءٍ مِنَ الشَّرِ أن یُحَقِّرَ أخاہ المُسلِمَ، کلُّ المُسلِمِ عَلی المُسلِمِ حرامٌ دمہٗ ومالہٗ وعِرضہٗ. (مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۲/۳۱۷)

آدمی کے بد (برا) ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے، مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے، خون، آبرو، مال۔

اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اِذنِ شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

سِبابُ المُسلِمِ فُسوقٌ . (بخاری، مسلم: ۱/۵۸......ترمذی: ۲/۱۹......ابن ماجہ: ۲۹۱)

مسلمان کو گالی دینا گناہِ کبیرہ ہے۔

اور فرماتے ہیں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

سابُّ المسلمِ کالمُشرِفِ علی الھلکۃ . (الترغیب والترہیب: ۳/۴۶۷)

مسلمان کو گالی دینے والا اس شخص کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔

جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علماے کرام کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف: ج ۱۶/۱۱۲ وغیرہ)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علما کے فضائل وحقوق پر مشتمل احادیث بیان فرمائی ہیں۔ چاہیے کہ ان کا فتاویٰ رضویہ شریف میں مطالعہ کرلیا جائے اور علما کی ناقدری کے اس دور میں ان کو مطمحِ نظر رکھا جائے۔

۹۲/۸۶ے

اولاد کے والدین پر کیا کیا حقوق ہیں ان کا اجمالی تذکرہ

# حقوقِ اولاد

مسمی بنام تاریخی

## مَشعَلة الإرشاد إلیٰ حقوقِ الأولاد
۱۳۱۰ھ

**تصنیف**

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی قدس سرہٗ

**ترتیب**

علامہ مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری

**ناشر**

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ۔276404

https://alislami.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**مسئلہ:** ازسوروں ضلع ایٹہ محلّہ ملک زادگان مرسلہ مرزا حامد حسین صاحب ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے اگر ہے اور وہ اس کو نہ ادا کرے تو اس کے واسطے حکم شرعی کیا ہے مفصل طور پر ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا.

**الجواب:** اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا کہ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ .(لقمان:۱۴/۳۱) حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلقِ اسلام پھر خصوصِ جوار (خاص پڑوس میں ہونا) پھر خصوصِ قرابت پھر خصوص عیال ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد وآکد (زیادہ سخت اور تاکیدی) ہوتا جاتا ہے۔

علمائے کرام نے اپنی کتب جلیلہ مثل احیاء العلوم، عین العلم، مدخل، کیمیائے سعادت، اور ذخیرۃ الملوک وغیرہا میں حقوقِ ولد سے نہایت مختصر طور پر کچھ تعرض (بیان) فرمایا؛ مگر میں صرف احادیث مرفوعہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

فضل الٰہی جل وعلا سے امید ہے کہ فقیر کی یہ چند حرفی تحریر ایسی نافع وجامع واقع ہو کہ اس کی نظیر کتب مطولہ (بڑی کتابوں) میں نہ ملے۔اس بارے میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت میرے حافظہ ونظر میں ہیں انہیں بالتفصیل معہ تخریجات (حوالوں کی نشان دہی کے ساتھ) لکھے تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور غرض صرف افادۂ احکام (احکام سے فائدہ پہنچانا) لہٰذا سردست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرمارہی ہیں کمالِ تلخیص واختصار کے ساتھ شمار کروں ،وباللہ التوفیق۔

https://alislami.net

(۱) سب سے پہلا حق وجودِ اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

(۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچے پر نانا ماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(۳) زنگیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچے کو بدنما نہ کردے۔

(۴) جماع کی ابتدا بسم اللہ سے کرے ورنہ بچے میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔

(۵) اس وقت شرمگاہِ زن پر نظر نہ کرے کہ بچے کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۶) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔

(۷) مرد وزن کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچے کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے۔

(۸) جب پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خللِ شیطان واُمُّ الصبیان سے بچے۔

(۹) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوتِ اخلاق کی فالِ حسن ہے۔

(۱۰) ساتویں اور نہ ہوسکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ دختر کے لیے ایک، پسر کے لیے دو کہ اس میں بچے کا گویا رہن سے چھڑانا ہے۔

(۱۱) ایک ران دائی کو دے کہ بچے کی طرف سے شکرانہ ہے۔

(۱۲) سر کے بال اتروائے۔

(۱۳) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

(۱۴) سر پر زعفران لگائے۔

(۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے

یہاں شا کی (شکایت کرنے والا) ہو۔

(۱۶) برا نام نہ رکھے کہ بد، فالِ بد ہے۔

(۱۷) عبداللہ، عبدالرحمٰن، احمد، حامد وغیرہ یا عبادت وحمد کے نام، یا انبیا، اولیا یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجبِ برکت ہے، خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچے کے دنیا وآخرت میں کام آتی ہے۔

(۱۸) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم وتکریم کرے۔

(۱۹) مجلس میں اس کے لیے جگہ چھوڑے۔

(۲۰) مارنے، برا کہنے میں احتیاط رکھے۔

(۲۱) جو مانگے بروجہ مناسب دے۔

(۲۲) پیار میں چھوٹے لقب، بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔

(۲۳) ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دوسال تک دودھ پلوائے۔

(۲۴) رذیل یا بدافعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

(۲۵) بچے کا نفقہ، اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حضانت (پرورش) بھی داخل۔

(۲۶) اپنے حوائج واداے واجبات شریعت سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں، قریبوں، محتاجوں، غریبوں سب سے زیادہ حق عیال واطفال کا ہے جو اُن سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

(۲۷) بچے کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادت لاتا ہے۔

(۲۸) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے، جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو

انہیں کو کھلائے۔

(۲۹) خدا کی ان نعمتوں کے ساتھ مہر ولطف کا برتاؤ رکھے ،انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹائے،کندھے پر چڑھائے ان کے ہنسنے کھیلنے،بہلنے کی باتیں کرے۔

(۳۰) ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت، محافظت ہر وقت حتی کہ نماز وخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔

(۳۱) نیا میوہ، نیا پھل پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔

(۳۲) کبھی کبھی حسب مقدور انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائز ہو دیتا رہے۔

(۳۳) بہلانے کے لیے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کے پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

(۳۴) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر ویکساں دے ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔

(۳۵) سفر سے آئے تو ان کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔

(۳۶) بیمار ہوں تو علاج کرے۔

(۳۷) حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔

(۳۸) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔

(۳۹) جب تمیز آئے اَدب سکھائے، کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد اور دختر (لڑکی) کو شوہر کے بھی اطاعت کے طُرق وآداب بتائے۔

(۴۰) قرآن مجید پڑھائے۔

(۴۱) استاد نیک صالح ،متقی ،صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے ۔اور دختر کو نیک پارسا

عورت سے پڑھوائے۔

(۴۲) بعدِختمِ قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

(۴۳) عقائدِ اسلام وسنت سکھائے کہ لوحِ سادہ فطرتِ اسلامی وقبولِ حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بنایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

(۴۴) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔

(۴۵) حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیا وعلما کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیورِ ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔

(۴۶) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔

(۴۷) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز وروزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامتِ صدر ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل، حرص وطمع، حبِّ جاہ، حبِّ دنیا، ریا، عُجب وتکبر، خیانت، کِذب ظلم، فحش، غیبت، حسد کینہ، وغیرہا برائیوں کے رذائل (خرابیاں) پڑھائے۔

(۴۸) پڑھانے سیکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔

(۴۹) موقع پر چشم نمائی (ناراضی کی نگاہ کرنا)، تنبیہ، تہدید کرے: مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لیے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

(۵۰) مارے تو منہ پر نہ مارے۔

(۵۱) اکثر اوقات تہدید وتخویف (ڈرانے دھمکانے) پر قانع رہے، کوڑا قمچی (چھڑی) اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

(۵۲) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط (چستی) پر باقی رہے۔

(۵۳) مگر زِنہار، زِنہار (ہرگز ہرگز) بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یارِ بد (برا دوست) مارِ بد (برے سانپ) سے بدتر ہے۔

(۵۴) نہ ہرگز ہرگز بہارِ دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتبِ عشقیہ وغزلیاتِ فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث شریف سے ثابت کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زناں (عورتوں کے مکر) کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر بچوں کو خرافاتِ شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے!۔

(۵۵) جب دس برس کا ہو نماز مار مار کر پڑھائے۔

(۵۶) اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے، جدا بچھونے، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

(۵۷) جب جوان ہو شادی کردے، شادی میں وہی رعایتِ قوم ودین وسیرت وصورت ملحوظ رکھے۔

(۵۸) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امر وحکم کے صیغے سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوق (نافرمانی کی بلا) میں نہ پڑے۔

(۵۹) اسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

(۶۰) اپنے بعد مرگ (مرنے کے بعد) بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے کہ ثُلُث (ایک تہائی) سے زیادہ خیرات نہ کرے۔

یہ ساٹھ (۶۰) حق تو پسر ودختر سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک اور

## خاص پسر (لڑکے) کے حقوق

سے ہے کہ

(۶۱) لکھنا

(۶۲) پیرنا (تیرنا)

(۶۳) سپہ گری سکھائے۔

(۶۴) سورۂ مائدہ کی تعلیم دے۔

(۶۵) اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے۔

## خاص دختر (لڑکی) کے حقوق

سے ہے کہ

(۶۶) اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمتِ الٰہیہ جانے۔

(۶۷) اسے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے۔

(۶۸) سورۂ نور کی تعلیم دے۔

(۶۹) لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ ہے۔

(۷۰) بیٹوں سے زیادہ دلجوئی وخاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

(۷۱) دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے۔ (یعنی دونوں کو برابر دے)

(۷۲) جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔

(۷۳) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔

(۷۴) اس عمر سے خاص نگہداشت (دیکھ بھال) شروع کرے۔

(۷۵) شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔ بلکہ ہنگاموں (بھیڑ بھاڑ) میں جانے کی مطلقاً بندش کرے، گھر کو ان پر زِنداں (قید خانہ) کردے (یعنی گھر سے باہر نہ جانے دے)۔

(۷۶) بالاخانوں پر نہ رہنے دے۔

(۷۷) گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔

(۷۸) جب کفو (مناسب جوڑا) ملے، نکاح میں دیر نہ کرے۔

(۷۹) حتی الامکان (ممکن حدتک) بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔

(۸۰) زنہار زنہار (ہرگز ہرگز) کسی فاسق، فاجر، خصوصا بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔

یہ اسّی (۸۰) حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے، ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ (پکڑ) نہیں، اور بعض پر آخرت میں مطالبہ ہومگر دنیا میں بیٹے کے لیے باپ پر گرفت وجبر نہیں، نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال ونزاع (جھگڑا لڑائی) کرے سوا چند حقوق کے کہ ان میں جبر حاکم وچارہ جوئی واعتراض کو دخل ہے۔

**اوّل(۱)** : نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا نہ مانے تو قید کیا جائے گا حالانکہ فروع (اولاد) کے اور کسی دَین میں اصول (آبا) محبوس (قید) نہیں ہوتے۔

**فی ردالمحتار عن الذخیرۃ لا یحبس والد وان علا فی دین ولدہ وان سفل الا فی النفقۃ لان فیہ اتلاف الصغیر۔**

(فتاویٰ شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے: والد اپنے بیٹے کی ذمہ داری ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید نہ کیا جائے گا یہ سلسلہ نسب اوپر نیچے برابر البتہ نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں والد کو قید کیا جائے گا؛ کیوں کہ اس میں چھوٹے کی حق تلفی ہے۔)

**دوم(۲)**: رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا، بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا واجب، نہ دے تو جبراً لی جائے گی۔ جب کہ بچے کا اپنا مال نہ ہو، یوں ہی ماں بعدِ طلاق ومرور عدت (عدت گزرنے کے بعد) بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اسے بھی تنخواہ دی جائے گی۔ **کما فی الفتح و ردالمحتار وغیر ھما۔** (جیسا کہ فتح القدیر اور ردالمحتار وغیرہما میں ہے)

https://alislami.net

سوم(۳): حضانت کہ لڑکا سات برس لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں، نانی ، دادی، بہن، خالہ، پھوپھی کے پاس رکھے جائیں گے، اگر ان میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبراً تنخواہ دلائی جائے گی۔ کما اوضحہ فی ردالمحتار (جیسا کہ ردالمحتار میں اس کو واضح کیا)

چہارم(۴): بعدِ انتہاے حضانت (پرورش کی مدت ختم ہونے پر) بچے کو اپنے حفظ وصیانت میں لینا باپ پر واجب ہے، اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا، **کما فی ردالمحتار من شرح المجمع**۔ (جیسا کہ شرح المجمع سے ردالمحتار میں نقل کیا ہے)

پنجم(۵): ان کے لیے ترکہ باقی رکھنا کہ بعدِ تعلقِ حق ورثہ یعنی بحالت مرض الموت مورث اس پر مجبور ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ثلث (تہائی) سے زائد میں اس کی وصیت بے اجازتِ ورثہ نافذ نہیں۔

ششم(۶): اپنے نابالغ بچے، پسر خواہ دختر کو غیر کفو سے بیاہ دینا یا مہر مثل میں غبنِ فاحش (بھاری کمی بیشی) کے ساتھ بیاہ دینا مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار ہے پانچ سو پر نکاح کر دینا یا بہو کا مہر مثل پانچ سو ہے ہزار باندھ لینا یا پسر کا نکاح کسی باندی سے یا دختر کا کسی ایسے شخص سے جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا مال میں وہ نقص (کمی) رکھتا ہو جس کے باعث اس سے نکاح موجبِ عار (شرمندگی کا باعث) ہو۔ ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیا ہوا نافذ ہوتا ہے جب کہ نشہ میں نہ ہو؛ مگر دوبارہ اپنی کسی نابالغ (اولاد) کا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہوگا۔ **کما قدمنا فی النکاح**۔ (جیسا کہ بحث نکاح میں ہم نے بیان کر دیا ہے)

ہفتم(۷): ختنہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑ دیں۔ سلطان اسلام انہیں مجبور کرے گا نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گا۔ کما فی الدرالمختار (جیسا کہ درمختار میں ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔